امام احمد رضا خان میری نظر میں

مقالہ نگار

ابوالابدال محمد رضوان طاہر فریدی

صاحب ''نزھۃ الخواطر'' کے الزامات کا جائزہ

امام احمد رضا خان

میری نظر میں

مقالہ نگار

ابوالابدال محمد رضوان طاہر فریدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم افتح علینا حکمتک و انشر علینا رحمتک یاذاالجلال و الاکرام

نام	امام احمد رضا خان، میری نظر میں
موضوع	تاریخ وسیرت
مقالہ نگار	ابوالابدال محمد رضوان طاہر فریدی
ضخامت	۴۸ صفحات
سن	جولائی 2020ء
پیشکش	دارالکتب
	اسلامی جمہوریہ پاکستان
رابطہ نمبر	03064866974

rizwan.tahir1989@gmail.com

آغازِ سخن

امام اہل سنت، مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان ایک ایسی ہمہ جہت شخصیت کے مالک ہیں جس پر بہت کچھ لکھا گیا اور ابھی بہت لکھا جانا باقی ہے میں پچھلے دس سال سے مسلسل آپ کی شخصیت کو پڑھ رہا ہوں آپ کو جتنا پڑھتا جاتا ہوں اتنی ہی آپ کی عظمت ومحبت دل میں گھر کرتی جارہی ہے آپ کے مخالفین نے آپ کی شخصیت کو داغ دار کرنے کے لیے ہر غلط حربہ اپنایا اور جھوٹ کا سہارا لیا ہے اس سلسلہ میں صاحب نزھۃ الخواطر نے بھی اپنا حصہ ملایا ہے زیر نظر مقالہ میں صاحب نزھۃ الخواطر کے آپ کی شخصیت پر لگائے گئے اعتراضات کا جائزہ لیا گیا ہے کہ ان میں کتنی سچائی ہے اس مقالہ میں میں نے تین چیزوں کو مدنظر رکھا ہے

۱۔ کوشش کی ہے کہ مقالہ مختصر رہے کیونکہ زیر نظر مقالے میں آپ کی شخصیت کے جتنے بھی پہلو زیر بحث آئے ہیں ان سب پر ہی کسی نہ کسی جہت سے مفصل کام ہو چکا ہے

۲۔ عام طریقہ رد سے ہٹ کر انتہائی سہل اسلوب اور آسان پیرائے میں گفتگو کی ہے تاکہ عام قاری کو سمجھنے میں دشواری نہ ہو اور جگہ جگہ صاحب نزھۃ الخواطر کا رد کرنے اور ذکر کرنے کی بجائے صرف ایک جگہ اس کی عبارات کو ذکر کیا اور اس کے ضمن میں کلام کر کے فیصلہ قاری پر چھوڑ دیا ہے

۳۔ اس مقالہ کا ایک ایک لفظ غیر جانبدار ہو کر لکھا ہے یہی وجہ ہے جہاں بھی سیدی اعلی حضرت امام احمد رضا خان کا ذکر آیا ہے وہاں بڑے بڑے القابات لگانے کی بجائے فقط آپ کے نام پر اکتفاء کیا ہے تاکہ کوئی یہ نہ کہے مقالہ عقیدت میں ڈوب کر لکھا گیا نہیں بلکہ اس کا ایک ایک حرف سچ اور حقیقت پر مبنی ہے

ابوالابدال محمد رضوان طاہر فریدی

امام احمد رضا خان، میری نظر میں

امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خان بن نقی علی خان بن رضا علی خان بن کاظم علی خان کی ولادت باسعادت ۱۰ شوال المکرّم ۱۲۷۲ھ / ۱۴ جون ۱۸۵۶ء کو بریلی شریف ہند میں ہوئی۔

(حیات اعلیٰ حضرت، صفحہ ۴۷)

آپ کی ولادت پر رویا صالحہ دیکھے گے اور نیک تعبیرات سامنے آئیں۔

(حیات اعلیٰ حضرت، صفحہ ۴۷)

آپ حافظ قرآن، مفسر، محدث، فقہیہ بے بدل، مجتہد فی المسائل، مناظر، شاعر، عظیم مصلح و مدبر، مفکر، مصنف کتب کثیرہ، صوفی، عابد و زاہد، متقی و پرہیز گار، شیخ الاسلام والمسلمین اور مجدد دین وملت تھے سرزمین ہند نے آپ کی مثل کوئی دوسرا نہیں دیکھا، برصغیر میں آپ واحد شخصیت ہیں جن کے اندر اللہ تعالیٰ نے اتنے کمالات کو جمع کیا جو کسی دوسرے میں نہیں ہیں عقلیں حیران ہیں کہ آپ کی شخصیت کو کس کس جہت سے پڑھا جائے بلا مبالغہ عالم اسلام میں جتنا کام آپ پر ہوا اور صرف ایک صدی میں بالخصوص پچھلی پانچ دہائیوں میں جتنی کتب ورسائل اور مقالات آپ پر لکھے گے کسی دوسری شخصیت پر اتنا کام نہیں ہوا۔

امام احمد رضا خان نے درج ذیل اساتذہ سے علوم عقلیہ ونقلیہ کی تحصیل کر کے سند فراغت حاصل کی۔

والد ماجد رئیس المتکلمین مولانا نقی علی خان

سید شاہ ابو الحسین نوری

مولانا مرزا غلام قادر بیگ بریلوی

مولانا عبد العلی رامپوری

مولانا احسان حسین صاحب

آپ کی شخصیت کا یہ پہلو بھی حیران کن ہے کہ گنتی کے چند اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا اور محض فضل خداوندی سے سینکڑوں علوم وفنون پر عبور حاصل کر گئے۔

افتاء کی تربیت آپ نے اپنے والد ماجد مولانا نقی علی خان سے لی اور ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ کو پہلا فتوی لکھا، اسی دن منصب افتاء بھی آپ کے سپرد کر دیا گیا، جملہ علوم عقلیہ ونقلیہ سے فراغت اور منصب افتاء پر فائز ہونے کے وقت آپ کی عمر تیرہ سال دس مہینے اور چار دن تھی۔

(الملفوظ، صفحہ ۶۳)

فراغت کے بعد آپ تدریس، افتاء اور تصنیف کی طرف متوجہ ہوئے ابتداء میں تدریس پر بھرپور توجہ دی دور دراز سے طلباء آپ کے پاس آ کر استفادہ کرتے اور اپنے دامن کو زیور علم سے آراستہ کرتے پھر آپ نے تدریس چھوڑ دی اور فقط تصنیف وتالیف اور فتوی نویسی میں مشغول رہے۔

شرع میں دقت نظر اور وسعت علم کے لیے قوت حافظ اہم کردار ادا کرتا ہے قوت حافظ کی اہمیت کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ محدثین سوئے حفظ والے راوی کو چھوڑ دیتے ہیں اور اس کی روایات قبول نہیں کرتے اور اگر کوئی راوی معمول سوء حفظ رکھتا ہو تو اس کی حدیث صحیح سے حسن کے مرتبہ میں آجاتی ہے امام احمد رضا خان کو اللہ تعالیٰ نے قوت حافظ کی بے پناہ دولت سے نوازہ تھا آپ کا حافظ غضب کا تھا آپ کی سیرت میں قوت حافظ کے متعلق محیر العقول واقعات ملتے ہیں سینکڑوں عربی عبارات ہر وقت نوک زبان رہتیں، صدیوں پر محیط کتب ذہن نشین تھیں آپ کی دقت نظر، وسعت علم اور اچھوتے محققانہ انداز پر آپ کی کتب شاہد ہیں بلاشبہ آپ نے سلف کی یاد تازہ کر دی تھی متاخرین میں امام سیوطی کے بعد غضب کا حافظ رکھنے والی اگر کوئی شخصیت تھی تو وہ آپ تھے علامہ کتانی نے المستطر فہ میں محدث جرجانی کے متعلق حافظ ذہبی کا یہ مقولہ نقل کیا ہے کہ میں ان کے حافظے سے دنگ رہ گیا ہوں اور مجھے یہ یقین ہو گیا ہے کہ حافظے اور علم میں متاخرین کو متقدمین کے مرتبے تک پہنچنے سے ناامید ہو جانا چاہیے "

میں کہتا ہوں حافظ ذہبی اگر امام احمد رضا خان کو دیکھ لیتے تو کبھی بھی یہ بات نہ کہتے۔

مجدد دین وملت امام احمد رضا خان نے اپنے دور میں اٹھنے والے تمام فتنوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا آپ نے عقیدہ توحید کے تحفظ اور رد بدعات ومنکرات میں گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں اسلام میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو سجدہ کرنے کی اجازت نہیں اگر کسی نے غیر اللہ کو سجدہ بنیت تعظیم کیا تو حرام کا مرتکب ہوا اور اگر بنیت عبادت کیا تو یہ کفر ہے آپ کے دور میں ایک صاحب نے سجدہ تعظیمی کے جواز میں فتوی دیا تو

آپ نے اس کے رد میں

''الزبدة الزکیه لتحریم سجود التحیه''

نا می محققا نہ رسا لہ لکھ کر ثا بت کیا کہ غیر ا للہ کو سجد ہ کر نا کسی صو ر ت جا ئز نہیں ہے ۔

جھوٹ ایک ایسی خصلت بد ہے جسے ہر مذ ہب ہر قو م اور ہر ز ما نے میں معیوب و نا پسند سمجھا گیا ہے قر آن وحد یث میں متعدد مقا مات پر جھو ٹ سے بچنے ا ا ور سچ بو لنے کی تر غیب دی ہے جھوٹوں کے متعلق ہی اللہ تعالیٰ نے فر مایا ہے

﴿ لعنت الله علی الکذبین ﴾

جھوٹوں پر اللہ کی لعنت

(پارہ ۳، سورہ آل عمران، آیت ۶۱)

اور جب حضور صا دق وا مین صلی اللہ علیہ وسلم سے مومن کی صفات کے با ر ے پو چھا گیا تو فر ما یا ''مو من بز دل اور بخیل تو ہو سکتا ہے مگر جھوٹا ہر گز نہیں ہو سکتا''

(الموطا امام ما لک، باب ما جاء فی الصدق والکذب، رقم الحدیث ۱۸۱۶)

مگر بد بختی دیکھیے کہ خلیل احمد انبیٹھو ی نے اپنی کتاب برا ھین قاطعہ میں اسی خصلت بد جھوٹ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کر دی تو امام احمد رضا خان نے عقیدہ تو حید کے تحفظ اور اللہ تعالیٰ کا اس عیب سے منز ہ اور پا ک ہو نے کو بیان کر نے کے لیے اپنے قلم کو حر کت دی اور

" سبحن السبوح عن عیب کذب مقبوح "

نامی کتاب لکھ کر خلیل احمد انبیٹھوی کے موقف کو غلط ثابت کیا اور سینکڑوں عقلی و نقلی دلائل سے واضح کیا کہ صاحب براھین قاطعہ کا امکان کذب کا موقف بدعت و گمراہی ہے قاطع بدعت امام احمد رضا خان نے اپنے اس فتوی میں جس غیرت ایمانی اور جراءت کا مظاہرہ کیا ہے اور خلیل احمد انبیٹھوی کے متعلق جتنے سخت الفاظ میں کلام کیا ہے اسے پڑھ کر یہی اندازہ ہوتا ہے کہ بارگاہ خداوندی میں اس کی یہ گستاخی آپ سے برداشت نہیں ہو رہی تھی۔

منکرین و معترضین تقدیر الٰہی کے رد میں آپ نے کتب لکھیں، فلاسفہ جو ہر دور میں اسلامی عقائد اور ذات باری تعالیٰ پر اعتراضات کرتے آئے ہیں ان کے رد میں کئی کتب تصنیف کیں، قرآن کلام اللہ غیر مخلوق ہے پر آپ نے ''انوار المنان فی توحید القرآن '' بہترین تصنیف لکھی۔

آپ نے اپنے فتوی، اپنی کتب اور اپنے ملفوظات ہر جگہ عقیدہ توحید کا تحفظ کیا ہے بالخصوص ترجمہ قرآن کنز الایمان میں وہ تمام آیات جن کا تعلق ذات باری تعالیٰ سے تھا ان کا ترجمہ کرتے وقت آپ نے صرف نحوی، ترکیبی اور لسانی محاورات کو ہی سامنے نہیں رکھا بلکہ ذات باری تعالیٰ کی عظمت کو بھی ملحوظ خاطر رکھا ہے اور ترجمہ اس خوبصورت انداز میں کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف کسی عیب کی نسبت نہیں ہوتی جبکہ آپ کے مخالفین وہ کسی بھی مسلک سے تعلق رکھتے ہوں ان کے تراجم میں کئی طرح کے سقم اور اعتقادی اور فکری اغلاط پائی جاتی ہیں برصغیر میں یہ پہلا ترجمہ قرآن ہے جس میں عظمت خداوندی اور شان رسالت

کا پورا پورا لحاظ رکھا گیا ہے جس کا اعتراف آپ کے مخالفین کو بھی ہے۔
اسے ہندوستان کی بدقسمتی کہیے یا کچھ اور کہ آخری زمانے میں یہاں ایسے ایسے لوگ پیدا ہوئے جو بظاہر تو عالم، مدرس، مفتی، مصنف، پیر اور نجانے کیا کیا تھے مگر اپنی فکر اور نظریات میں کسی فتنہ سے کم نہ تھے انہوں نے اپنی کتابوں میں اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں شدید ترین گستاخیاں کی اور ستم بالائے ستم یہ کہ انہیں علمی مباحث کا رنگ دینے کی کوشش کی ان افراد میں سرفہرست
مرزا غلام احمد قادیانی
مولوی اسماعیل دہلوی
مولوی قاسم نانوتوی
مولوی رشید احمد گنگوہی
مولوی خلیل احمد انبیٹھوی
اور مولوی اشرف علی تھانوی ہیں
یہ لوگ دینی اعتبار سے بڑے منصب پر فائز تھے عوام میں مشہور اور اثر و رسوخ رکھتے تھے اس لیے لوگوں کو ان کے فتنے سے بچانا بہت ضروری تھا اور یہ کام کوئی جید عالم ہی کر سکتا تھا متحدہ ہندوستان کے متعدد علمائے حق میدان میں آئے اور ان کے باطل نظریات و کفریات کو عوام کے سامنے لا کر حکم شرعی بیان کیا، مرزا غلام احمد قادیانی تو مدعی نبوت بن کر ملت اسلامیہ سے خارج و مرتد ہو گیا، مولوی اسماعیل دہلوی کے

کفریات پر ان کے ہم عصر بزرگ مجاہد آزادی ہند علامہ فضل حق خیر آبادی نے گرفت کی اور حکم شرعی بیان کیا اور جب اسماعیل دہلوی کی عبارات فاضل بریلوی امام احمد رضا خان کے سامنے پیش کی گئیں تو کمال احتیاط کے باعث اسماعیل دہلوی کے ستر کفریات لزومی شمار فرما کر بھی اس کی تکفیر نہیں کی اور کف لسان فرمایا۔

یہاں یہ بات یاد رہے کہ اسماعیل دہلوی پر کفر لزومی کے باوجود امام احمد رضا خان نے کف لسان اس لیے فرمایا کہ کہا جاتا تھا مولوی اسماعیل نے اپنے اقوال کفر سے توبہ کر لی تھی اور اس کو مسلمان بھی نہیں کہا کہ اس کی شہرت توبہ کا سبب شرعی نہیں تھا۔

مولوی قاسم نانوتوی جس نے تحذیر الناس میں عقیدہ ختم نبوت کا انکار اس طریقہ پر کیا کہ خاتم النبین کا ایسا معنی بیان کر دیا جو اس سے قبل پوری امت مسلمہ میں سے کسی نے نہیں کیا تھا اسی تحذیر الناس کی عبارت کو لے کر ہی مرزا غلام احمد قادیانی نے دعوی نبوت کیا تھا یہی وجہ تھی کہ جب ۱۹۷۴ء میں آئین پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لیے پارلیمنٹ میں بحث ہو رہی تھی تو اس دوران قادیانیوں کو بھی اپنی صفائی میں بولنے کا پورا پورا موقع دیا گیا تو قادیانی ربوہ گروپ کے سربراہ مرزا ناصر احمد نے مولوی قاسم نانوتوی کی کتاب تحذیر الناس پیش کر کے متعلقہ عبارت پڑھی جس پر پارلیمان میں موجود تمام دیوبندی علماء کے سر جھک گئے تھے ایسے میں قائد اہلسنت الشاہ امام احمد نورانی نے گرج دار آواز میں کہا

”ہم ایسی عبارت کو نہیں مانتے اور اس کے قائلین کو مسلمان نہیں مانتے ناموس رسالت کے کسی غدار

سے ہماری مصالحت نہیں ہوسکتی ''

(تذکرہ امام الشاہ احمد نورانی، صفحہ ۱۲۴)

مولوی رشید احمد گنگوہی اپنے فتوی میں امکان کذب کا قائل ہوا اور اپنے شاگرد خلیل احمد انبیٹھوی کی کتاب براھین قاطعہ میں اسی مؤقف پر راضی رہا اور تقریظ لکھی نیز انبیٹھوی نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے علم غیب کی بحث کو لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں شدید ترین گستاخی کی اور اسی روش کو مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنے رسالہ حفظ الایمان میں باقی رکھا تو امام اہلسنت امام احمد رضا خان نے بوجہ شرعی ان افراد پر فتوی کفر صادر کیا اور مسلمانوں کو بتایا کہ یہ مذکورہ بالا چار افراد اللہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے کی وجہ سے کافر ہو چکے ہیں ان پر توبہ اور تجدید ایمان وتجدید نکاح ضروری ہے امام احمد رضا خان نے ان پر حکم کفر لگانے سے پہلے متعدد بار ان سے رابطے کیے، عبارات کے متعلق وضاحت طلب کی، مناظروں کی دعوت دی مگر ان افراد کی طرف سے کبھی کوئی مثبت جواب نہیں آیا اور بالکل خاموشی چھائی رہی، اس معاملہ میں آپ کا سب سے زیادہ رابطہ مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی سے ہوا، خط وکتابت کرتے رہے، کئی اشتہارات چھپوائے، مناظروں کے لیے تاریخ وجگہ کا انتخاب ہوتا رہا مگر تھانوی صاحب وعدہ کر کے متعلقہ مقام پر نہ پہنچتے، جس کی تمام تر تفصیلات مفتی محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی نے

" الانعمات الالهية فی الفتوحات الرضويه "

میں جمع کردی ہے امام احمد رضا خان نے مولوی اشرف علی تھانوی کے نام جو آخری مکتوب روانہ کیا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کے کچھ اقتباسات یہاں نقل کر دیئے جائیں چنانچہ لکھتے ہیں

'' آپ (اشرف علی تھانوی) جانتے ہیں اور زمانے پر روشن ہے کہ بفضلہٖ تعالیٰ سالہا سال سے کس قدر رسائل کثیرہ عزیزہ آپ اور آپ کے اکابر جناب مولوی گنگوہی صاحب وغیرہ کے رد میں ادھر سے شائع ہوئے ار بحمدہ تعالیٰ ہمیشہ لاجواب ہے

وہ (گنگوہی) اور آپ صراحتاً مناظرہ سے استعفاء دے چکے

سوالات گئے جواب نہ ملے رسائل بھیجے داخل ہوئے رجسٹریاں پہنچیں، منکر ہو کر واپس فرمادیں

اذناب جناب کے افتراء اعظم پر مسلمانوں نے پانسو (۵۰۰) روپے نقد کا اشتہار دیا اور آپ کو رجسٹری بھیجا آپ نہ جواب دے سکے نہ ثبوت۔

الحمدللہ حق تمام جہان پر واضح ہولیا اور ہر عاقل اگرچہ مخالف ہو خوب سمجھ گیا کہ کس نے مناظرہ سے برسوں فرار کیا؟ کس نے ہر بار مقابلہ و جواب سے انکار کیا؟ کون اتنا عاجز آیا کی حیاء و انسانیت کا یکسر پردہ اٹھایا؟

کچھ آگے چل کر آپ نے اشرف علی تھانوی سے دس سوال کیے ہیں جن کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

۱۔ آپ (اشرف علی تھانوی) اور آپ کے اکابر مولوی گنگوہی و نانوتوی نے اللہ و رسول کی شان میں جو گستاخی کی اس کے متعلق آپ مجھ سے مناظرہ کرنے کے لیے تیار ہیں؟

۲۔ کیا آپ (بلا جبر و اکراہ) حسام الحرمین و تمہید الایمان و بطش غیب وغیرہ کے سوالات کے تحریری،

مہری اور اپنے دستخط کے ساتھ جوابات دیں گئے؟

۳۔ کیا آپ اسی پر اکتفاء کریں گئے یا اپنے اکابر گنگوہی و اسماعیل کو سبکدوش کریں گئے؟

۴۔ کیا آپ اپنے ہی اقوال کے ذمہ دار ہیں اور اپنے اکابر گنگوہی، نانوتوی اور دہلوی سے اعلان براءت کرتے ہیں یا ان کے ساتھ ہیں؟

۵۔ کیا آپ نے واقعی اکبر چاند پوری کو اپنا وکیل مطلق ومختار عام مقرر کیا تھا یا وہ خود سے بن بیٹھے؟

۶۔ کیا آپ نے واقعی چاند پوری کو وکیل بنایا اگر نہیں تو ایسے شخص کو خطاب علوم دینیہ دینا کیسا؟

۷۔ سیف النقی کی وضاحت کیجیئے اور جو حرکات آپ کے علماء مناظرین کر رہے ہیں کیا یہ ان کے عجز کامل اور بزدل پن کی دلیل نہیں؟

۸۔ جو آپ کے مناطرین ایسی گھٹیا حرکات کر رہے ہیں کیا کسی عاقل کے نزدیک لائق خطاب ٹھہر سکتے ہیں؟

۹۔ جو رسالہ آپ کے ادارہ مدرسہ دیوبند سے شائع ہو رہا ہے کیا وہ آپ کی رضا سے ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو اس کو روکنے کے لیے آپ نے کیا اقدامات کیئے ہیں؟

۱۰۔ شروع دن سے لے کر اب تک جو ہمارے درمیان مباحث وروابط ہوئے کیا سب حق اور درست نہیں ہیں؟ ان میں خلاف واقع کیا ہے؟ اور کون مسلسل مناظرہ کا طالب رہا اور کون بھاگتا رہا؟

اس کے بعد لکھتے ہیں

جناب مولوی تھانوی صاحب یہ دس سوال ہیں........ جناب کو تین دن کی مہلت دی گئی اگر جناب

کے نزدیک یہ بھی کم ہے تو بے تکلف فرما دیجیے، آپ جس قدر چاہیں فقیر توسیع کرنے کو حاضر ہے مگر جواب خود دیجیے......... ہاں ہاں آپ سے مطالبہ ہے آپ پر مواخذہ ہے جواب دیجیے اور آپ دیجیے، اپنے قلم وخط سے دیجیے، اپنے مہر ودستخط سے دیجیے ورنہ صاف انکار کر دیجیے عوام کی چپقلش تو جائے۔

(مکتوبات امام احمد رضا خان، صفحہ ۱۱۵)

ہم دیکھتے ہیں کہ امام احمد رضا خان نے ہر ممکن کوشش کی کہ ان کی تکفیر نہ ہو یہ لوگ اپنی کفریہ عبارات سے توبہ کرلیں، ان کی وضاحت کریں اگر مناظرہ کرنا چاہتے ہیں تو وہ کریں مگر ایسا کچھ بھی نہیں ہوا اور نہ چاہتے ہوئے بھی امام احمد رضا خان کو ان کے خلاف حکم کفر بیان کرنا پڑا، یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ امام احمد رضا خان نے اکابرین دیوبند کی تکفیر پر مشتمل فتوی کو اس وقت کے 287 عرب وعجم کے ایسے علماء کے سامنے پیش کیا جو اپنے اپنے علاقہ میں معتبر اور جید تھے ان میں سے کسی نے بھی امام احمد رضا خان کے فتوی کی مخالفت نہیں کی بلکہ سب نے حمایت اور تصدیق کی نیز آپ کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا، گویا عرب وعجم کے علماء کی تائید وتصدیقات کے بعد اکابرین دیوبند کے کفر پر اجماع امت قائم ہو گیا، علماء عرب وعجم کی تقاریظ وتصدیقات کو حسام الحرمین اور الصورم الھندیہ میں جمع کر کے شائع کر دیا گیا ہے

مقام افسوس ہے کہ بعض ہمارے ہی افراد نے اتحاد امت کے نام پر حسام الحرمین پر قیل وقال شروع کر دیا ہے ان کو معلوم ہونا چاہیے کی عصر رواں میں حسام الحرمین اجماع امت پر ایک تاریخی دستاویز ہے جس میں موجود حکم شرعی کسی مسلک یا فرقے پر نہیں بلکہ مخصوص معین افراد پر ہے اس کو اسی تناظر میں

دیکھنے اور سمجھنے کی ضرورت ہے بلا وجہ قیل وقال کر کے اپنی ہی صفوں میں انتشار پھیلانے کا سبب نہ بنیں اس طرح اتحاد امت کے لیے راہ ہموار ہونے والی نہیں بلکہ تقسیم در تقسیم کا عمل ہی نمایاں رہے گا۔

امام احمد رضا خان نے جن افراد کی تکفیر کی ہے ان کے ساتھ نہ تو کوئی ذاتی جھگڑا تھا نہ خاندانی اور نہ سیاسی، وجہ صرف اتنی تھی کہ یہ لوگ عالم ہونے کے باوجود اللہ ورسول کی شان میں گستاخی اور توہین کر بیٹھے اور پھر اس پر ڈٹے رہے ایک دو نہیں مسلسل پندرہ بیس سال تک ان سے روابط کرنے اور توبہ کا مطالبہ کرنے کے باوجود بھی جب انہوں نے توبہ نہ کی تو فاضل بریلوی کو مجبوراً اپنے منصب قضاء وافتاء کو پورا کرتے ہوئے ان کی تکفیر کرنا پڑی، یہی وجہ تھی کہ امام احمد رضا خان نے بڑے درد بھرے انداز میں کہا تھا

" ہزار ہزار بار حاشا اللہ میں ہرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا جب کیا ان سے کوئی ملاپ تھا اب رنجش ہو گئی؟ جب (یعنی پہلے) ان سے جائیداد کی کوئی شرکت نہ تھی اب پیدا ہوئی؟ حاشا اللہ مسلمانوں کا علاقہ محبت وعداوت صرف محبت وعداوت خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے جب تک ان دشنام دہوں سے دشنام صادر نہ ہوئی یا اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں ان کی دشنام (گالی، گستاخی) نہ دیکھی سنی تھی اس وقت تک کلمہ گوئی کا پاس لازم تھا مگر احتیاط ان (فقہاء) کا ساتھ نہ دیا اور متکلمین عظام کا مسلک اختیار کیا جب صاف صریح انکار ضروریات دین ودشنام دہی رب العلمین وسید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم آنکھ سے دیکھی تو اب بے تکفیر چارہ نہ تھا کہ اکابر ائمہ دین کی تصریحیں سن چکے کہ " **من شک فی عذابه و کفره فقد کفر** " جو ایسے کے معذب وکافر ہونے میں شک کرے خود کافر ہے۔ اپنا اور اپنے بھائیوں عوام اہل

اسلام کا ایمان بچانا ضروری تھا لاَ جَرم حکم کفر دیا اور شائع کیا وذالک جزاء الظلمین ،اور یہی ظالموں کی سزا ہے

(تمہید الایمان، صفحہ ۱۴۲)

علماء دیوبند نے بھی صراحتاً یا اشارۃً اِس بات کی وضاحت کی ہے کہ امام احمد رضا خان نے ان پر جو حکم کفر بیان کیا ہے وہ بلکل حق ہے اور جن عبارات پر فاضل بریلوی نے گرفت کی ہے ان کا قاعل قطعا کافرو مرتد ہے جیسا کہ خلیل احمد انبیٹھوی نے المہند اور مرتضی حسن دربھنگی نے اشد العذاب میں صراحت کی ہے بلکہ امام احمد رضا خان کی وفات پر مولوی اشرف علی تھانوی نے تو یہاں تک کہا

'' مولانا احمد رضا خان نے ہم پر کفر کے فتوے اس لیے لگائے کہ انھیں یقین تھا کہ ہم نے توہین رسول کی ہے اگر وہ یہ یقین رکھتے ہوئے بھی ہم پر کفر کا فتوی نہ لگاتے تو خود کافر ہو جاتے ''

(امام احمد رضا خان بریلوی ایک ہمہ جہت شخصیت، صفحہ ۵)

اسے امام احمد رضا کی کرامت ہی کہیے کہ آپ کے مخالفین سو سال سے زائد عرصہ گزر جانے کے باوجود بھی نہ تو آپ کی کسی بات کو غلط ثابت کر سکے نہ کوئی جواب دے سکے اور نہ کسی لائن کا رد کر سکے اُلٹا بازاری زبان استعمال کرتے ہوئے کردار کشی پر اتر آئے، جھوٹ باندھنے لگے اور آپ کی طرف وہ باتیں منسوب کیں جو آپ میں نہ تھیں مخالفین الزام لگاتے ہیں کہ آپ بہت متشدد تھے مگر یہ نہیں بتاتے متشدد کیوں تھے کس سمت تھے؟ اور کس حد تک تھے۔

آپ کے نزدیک کسی سے محبت وعداوت اور تعلق ونفرت کا معیار اللہ ورسول کی محبت تھی بارگاہ الٰہی و

بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں کسی کی طرف سے کی گئی خفیف سی گستاخی و بے ادبی برداشت نہیں تھی فرماتے تھے

'' بعض احمق سختی کا الزام دیتے ہیں (ان لوگوں کا) اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینا تو (جیسے ان کے نزدیک) کوئی بات ہی نہ ہو، نہ وہ سختی ہے نہ بے تہذیبی، نہ کوئی بری بات، اِدھر سے اُن کی اِس ناپاک حرکت پر کافر کہا اور بس سختی و بے تہذیبی سب کچھ ہوگئی، ہاں ہاں اللہ ورسول کی شان میں جو گستاخی کرئے گا اسے ضرور کافر کہا جائے گا کسے باشد (چاہے کوئی بھی ہو) اور واللہ کہ میں یہ اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام بیان کرتا ہوں ''

(الملفوظ، صفحہ ۲۴۱)

آپ نے اپنے وارثین، تلامذہ، خلفاء اور عقیدت مندوں کو وصیت کی تھی کہ

'' جس سے اللہ ورسول کی شان میں ادنی توہین پاؤ پھر وہ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو فوراً اس سے جدا ہو جاؤ جس کو بارگاہ رسالت میں ذرہ بھی گستاخ دیکھو پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ و معظم کیوں نہ ہو اپنے اندر سے اسے دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو ''

(حیات اعلی حضرت، صفحہ ۷۴۵)

صاحب **نزھة الخواطر** نے تو حد ہی کردی ایک مورخ کے منصب وذمہ داری کو پس پشت ڈال کر فاضل بریلوی کے تعارف میں انتہائی جانبداری اور غیر مناسب رویہ اپنایا ہے اور آپ کی شخصیت پر متعدد

الزام لگائے ہیں اور آپ کی سیرت بیان کرنے میں کئی غلطیاں کی ہیں عرب دنیا میں امام احمد رضا خان کے اجلے کردار کو داغ دار کرنے کی یہ جسارت صرف اس لیے تھی کہ امام احمد رضا خان نے وابستگان ندوہ اوران کی فکر پر زبردست تنقید کی تھی جس کی تاب نہ لاتے ہوئے انہوں نے کردار کشی کا طریقہ اپنایا۔

چنانچہ **نزهة الخواطر** کی بعض عبارات ملاحظ کریں

1. فرغ من تحصيله سنة ست و ثمانين و له اربع عشرة من عمره

2. واسند الحديث فى الحجة الاولى...... و ذاكر علماء الحجاز فى بعض المسائل الفقهية و الكلامية و الف بعض الرسائل اثناء اقامته بالحرمين....

3. مات لخمس بقين من صفر سنة اربع و ثلاث مئة و الف

پہلی عبارت میں امام احمد رضا خان کی تحصیل علم سے فراغت کے وقت عمر چودہ سال بتائی ہے جبکہ درست تیرہ سال دس ماہ چار دن ہے

دوسری میں حجاز مقدس میں قیام کے دوران تصانیف اور علمائے حرمین کے ساتھ علمی گفتگو کے واقعات کو پہلے سفر حج کے ضمن میں بیان کیا حالانکہ یہ واقعات دوسرے سفر حج کے ہیں

اور تیسری عبارت میں آپ کی تاریخ وفات ۱۳۰۴ھ لکھی ہے جبکہ درست تاریخ وفات ۱۳۴۰ھ ہے

" كان متشددا فى المسائل الفقهية و الكلامية، متوسعا مسارعا فى التكفير قد حمل لواء التكفير و التفريق فى الديار الهندية فى العصر الاخير و تولى كبره و

اصبح زعیم هذه الطائفة تنتصر له و تنتسب الیه و تحتج باقواله و کان لایتسامح و الا یسمح بتأویل فی کفر من لا یوافقه علی عقیدته و تحقیقه أو من یری فیه انحرافا عن مسلکه و مسلک آبائه، شدید المعارضة، دائم التعقیب لکل حرکة اصلاحیة "

و کان ینتصر للرسوم و البدع الشائعة و قد ألف فیها رسائل مستقلة

(نزهة الخواطر،الجز الثامن، صفحه ۱۱۸۱)

قلیل الاعتراف بمعاصریه و مخالفیه، شدید العناد و التمسک برأیه.
قلیل البضاعة فی الحدیث و التفسیر

(ایضا، صفحه ۱۱۸۲)

ہم نے **نزھة الخواطر** کی جو بعض عبارات نقل کی ہیں ان میں اس کے مؤلف نے سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان کی سیرت کا جو نقشہ کھینچا ہے اس کا خلاصہ اس طرح ہے

۱۔ امام احمد رضا خان متشدد تھے تکفیر کرنے میں جلد باز تھے جو ان کے عقیدہ کی موافقت نہ کرتا اس کی تکفیر کرتے

۲۔ بدعات کو فروغ دینے والے تھے

۳۔ اصلاحی تحریکوں کی مخالفت کرتے تھے

۴۔ اپنے معاصرین ومخالفین کا اعتراف نہیں کرتے تھے

۵۔ تفسیر وحدیث کا سرمایہ کم رکھتے تھے

سابقہ سطور میں کچھ الزامات پر کلام ہو چکا ہے اور بعض پر آگے آئے گا لیکن اس سے پہلے ہم اتنا کہنا چاہیں گئے کہ مؤلف **نزھۃ الخواطر** مولوی عبدالحی لکھنوی ندوی اوران کے بیٹے ابوالحسن ندوی نے امام احمد رضا خان کی سیرت کو درست اور مستند ذرائع سے نہیں پڑھا اور آپ کی کتب سے براہ راست آپ کے افکار کا مطالعہ نہیں کیا صرف مخالفین کے پروپگنڈہ اوران کی باتوں پر ہی اکتفاء کیا ہے یا پھر بصورت دیگر سخت تعصب وبغض کا اظہار کیا ہے۔

امام احمد رضا خان پر تشدد اور معاصرین کا اعتراف نہ کرنے کا الزام لگانے والوں کے لیے میں یہاں صرف دو اقتباس نقل کروں گا عرب کے ایک غیر مقلد عالم شیخ محمد طیب مکی تھے جن کی بعض مسائل کے سلسلہ میں امام احمد رضا خان سے خط وکتابت رہتی تھی باجودیکہ سیدی اعلیٰ حضرت ان کا غیر مقلد ہونا جانتے تھے بلکہ جو مسائل زیر بحث تھے وہ بھی اسی قبیل سے تھے اِن کو ایک خط کے جواب میں ان الفاظ کے ساتھ یاد فرمایا ہے۔

" الی الفاضل الکامل الشیخ محمد طیب المکی سددہ اللہ بلقب ملکی اما بعد فانی احمد اللہ الیک سلام علیک "

(مکتوبات امام احمد رضا خان، صفحہ ۱۳۱)

اشرف علی تھانوی سے خط وکتابت رہتی تھی چنانچہ حسام الحرمین سے متعلقہ بغرض مناظرہ ان کو لکھے گئے ایک خط کی ابتداء فاضل بریلوی نے ان الفاظ کے ساتھ کی ہے

”وسیع المناقب جناب مولوی اشرف علی صاحب تھانوی، السلام علیٰ من اتبع الھدےٰ“

(ایضا، صفحہ ۱۲۹)

ایسے لوگوں کے سروں میں خاک ڈالنے کو دل کرتا ہے جن کی آنکھوں میں تعصب کی پٹی بندھی ہوئی ہے کیا ستم ظریفی ہے کہ جس شخص نے ساری زندگی رد بدعات ومنکرات میں گزاری آج مخالفین اسی کو حامی بدعت قرار دے رہے ہیں آپ کی کردار کشی کرنے والے جب اپنے گریبان میں جھانکتے ہوں گے شرمندہ تو ضرور ہوتے ہوں گے یہ الگ بات کہ اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتے۔

امام احمد رضا خان کے دور میں مسلمانوں کے افعال ومعمولات میں جتنی بدعات، منکرات، خرافات اور غلط وغیر شرعی رسم ورواج شامل ہو چکے تھے آپ نے جہاد بالقلم کے ذریعہ سب کو مٹانے کی سعی کی، پیری ومریدی میں بھی بہت سے غیر شرعی معمولات داخل ہو چکے تھے مثلاً بعض عورتیں اپنے پیر سے پردہ نہیں کرتی تھیں اور پیر بھی ان کو منع نہیں کرتے تھے تو آپ نے غیر محرم عورت کا اپنے پیر سے پردہ بھی فرض قرار دیا، فرماتے ہیں پردہ کے باب میں پیر وغیر پیر ہر اجنبی کا حکم یکساں ہیں۔

(فتاوی رضویہ، جلد ۲۲، صفحہ ۲۰۵)

کچھ بے عمل صوفیاء نے شریعت وطریقت میں تفریق کرنی چاہی تا کہ ان کو کھل کر بدعملی کا موقع مل سکے

تو آپ نے ان کے رد میں ایک رسالہ'' مقال عرفا ''تحریر فرمایا جس میں ثابت کیا کہ شریعت اور طریقت دونوں ایک ہی ہیں بلکہ طریقت شریعت کے تابع ہے لکھتے ہیں

'' شریعت جسم و جان اور روح وقلب اور تمام علوم الہیہ اور لا متناہی معارف سب کی جامع ہے ان مذکورہ تمام چیزوں میں سے طریقت ومعرفت محض ایک ٹکڑے کا نام ہے اور اسی وجہ سے تمام اولیاء کرام کے قطعی اجماع سے فرض ہے کہ تمام حقائق کو شریعت مطہرہ پر پیش کیا جائے اگر وہ حقائق شریعت کے مطابق ہوں تو حق اور قابل قبول ہیں ورنہ مردود ورسوا ہیں ''

(شریعت وطریقت تسہیل مقال عرفا، صفحہ۳)

عورتوں کو زیارت قبور اور مزارات پر جانے سے منع کیا اور اس پر ایک حدیث نقل کی کہ

" لعن الله زوارات القبور "

''اللہ کی لعنت ان عورتوں پر کہ زیارت قبور بکثرت کریں ''

البتہ عورتوں کے لیے سرکار نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کی حاضری کو مستثنٰی قرار دیا فرماتے ہیں

'' حاضری وخاکبوسی آستان عرش نشان سرکار اعظم صلی اللہ علیہ وسلم اعظم المندوبات بلکہ قریب واجبات ہے اس سے نہ روکیں گئے اور تعدیل ادب سکھائیں گئے ''

(فتاوی افریقہ، صفحہ۶۷)

آپ سے ایک سوال ہوا فرضی مزار بنا کر اس کے ساتھ اصل مزار کا سا معاملہ کرنا کیسا؟ تو جواب میں ارشاد فرمایا

’’ فرضی مزار بنانا اور اس کے ساتھ اصل سا معاملہ کرنا ناجائز و بدعت ہے ‘‘

(فتاوی رضویہ، جلد۹، صفحہ ۴۲۵)

قبروں پر چراغاں کے بارے سوال کیا گیا تو فرمایا

’’ قبروں کی طرف شمعیں لے جانا بدعت اور مال کا ضائع کرنا ہے ‘‘

(ایضا، صفحہ ۴۹۰)

اس کے بعد فرماتے ہیں

’’یہ سب اس صورت میں ہے کہ فائدہ سے بالکل خالی ہو اور اگر شمعیں روشن کرنے میں فائدہ ہو کہ موضع قبور میں مسجد ہے یا قبور سرراہ ہیں یا وہاں کوئی شخص بیٹھا ہے یا مزار کسی ولی اللہ یا محققین علماء میں سے کسی عالم کا ہے وہاں شمعیں روشن کریں...   تو یہ ادھر جائز ہے ‘‘

(ایضا، صفحہ ۴۹۰)

قبر پر چادر چڑھانے کے متعلق فرماتے ہیں

’’جب چادر موجود ہو اور ہنوز پرانی یا خراب نہ ہوئی کہ بدلنے کی حاجت ہو تو بیکار چادر چڑھانا فضول ہے بلکہ جو دام اس میں صرف کریں ولی اللہ کی روح مبارک کو ایصال ثواب کے لیے محتاج کو دیں ‘‘

(احکام شریعت، صفحہ ۸۷)

الغرض آپ نے اپنے دور میں مروج ہر بدعت کے خلاف جہاد کیا اور متروک سنتوں کو زندہ کرنے میں جن جاں گسل حالات کا سامنا کیا وہ آپ ہی کا خاصہ تھا لیکن اگر آج بعض جاہل افراد منکرات میں مبتلا نظر آئیں تو مخالفین اس کا الزام زبردستی امام احمد رضا خان کو دینے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ جہلاء کے ذاتی افعال کا امام احمد رضا خان یا آپ کے مسلک، مسلک حق اہل سنت سے کوئی لینا دینا نہیں اس کے ذمہ دار وہ خود ہیں فاضل بریلوی نہیں۔

اسے لوگوں کی تاریخ سے عدم واقفیت کہیے یا دغا بازی کہ ان کے نزدیک مفسر وہ ہی ہے جس نے قرآن مجید کی باقاعدہ کوئی تفسیر لکھی ہو، تاریخ کے کتنے ہی ایسے نابغہ عصر مفسر گزرے ہیں جو فن تفسیر میں امامت کے درجہ پر فائز تھے قرآن مجید کی تفسیر کرنے پر آتے تو ایک ہی آیت کی تفسیر میں کئی کئی گھنٹے یا کئی کئی دن خطاب فرما دیتے مگر انہوں نے اپنے پیچھے کوئی تفسیر یادگار نہیں چھوڑی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا لقب ہی مفسر قرآن تھا پھر بھی انہوں نے کوئی تفسیر نہیں لکھی اگر چہ آپ سے مروی تفسیری اقوال کو تفسیر ابن عباس کے نام سے جمع کر دیا گیا ہے اگر ہم امام احمد رضا خان کی شخصیت کا جائزہ لیں تو یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ آپ کی غالب مشغولیت فن افتاء میں تھی جس کی وجہ سے دیگر فنون بالخصوص فن تفسیر کی طرف مستقل متوجہ نہ ہوئے مگر اس فن میں جو تصانیف آپ نے یادگار چھوڑی ہیں ان کا قاری پہلی ہی نظر میں یہ تسلیم کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ امام احمد رضا خان اس فن میں بھی امامت کے درجہ پر فائز تھے آپ نے علامہ شاہ عبد القادر بدایونی کے عرس میں سورہ والضحیٰ کی تفسیر میں مسلسل چھ گھنٹے خطاب فرمایا اور بعد

میں فرمایا میں نے اس سورہ کی بعض آیات کی تفسیر لکھی تھی جو ۸۰ جز تک لکھ کر چھوڑ دی کہ اتنا وقت کہاں سے لاؤں کہ پورے قرآن کی تفسیر لکھ سکوں۔

(ماہنامہ معارف رضا، شمارہ ۱۹، صفحہ ۲۴)

امام احمد رضا خان کی معلوم کتب کی فہرست میں تفسیر سے متعلق ۱۹ کتب کے اسماء ملتے ہیں ان میں صرف '' الزلال الانقی '' کا مطالعہ کرنے والا فاضل بریلوی کے علم تفسیر میں تبحر پر عش عش کر اٹھتا ہے علامہ حافظ عبدالستار سعیدی صاحب نے فتاوی رضویہ سے ماخوذ تفسیری مواد کو اکٹھا کیا تو اس کی تین ضخیم مجلدات تیار ہو گئیں صرف جلد اول ۱۷۱۹ صفحات پر مشتمل ہے۔

بلا مبالغہ امام احمد رضا خان اپنے وقت کے امام المحدثین اور امیر المومنین فی الحدیث کے منصب پر فائز تھے موافق و مخالف کسی بھی گروہ میں آپ کے زمانے سے لے کر آج تک اس فن میں بھی کوئی آپ کا ہم پلہ نہیں ہوا، جو شخص آپ کو فقہیہ مانتا ہے مگر فن حدیث میں آپ کی مہارت کا منکر ہے گویا وہ آپ کو فقہیہ ہی نہیں مانتا کیونکہ آپ نے اپنے فتاوی کو علم حدیث کے موتیوں سے مزین کیا ہے۔

علم حدیث سے شغف رکھنے والا جب فن حدیث میں امام احمد رضا خان کی تحقیقات و تصنیفات پر نظر ڈالتا ہے تو حیران و ششدر رہ جاتا ہے کہ اس فن میں بھی آپ کی کمال دسترس حاصل تھی علامہ سید محمد محدث کھچھوچھوی فرماتے ہیں علم حدیث کا اندازہ اس سے کیجیے کہ جتنی حدیثیں فقہ حنفی کی ماخذ ہیں ہر وقت پیش نظر اور جن حدیثوں سے فقہ حنفی پر بظاہر زد پڑتی ہے اُن کی روایت و درایت کی خامیاں

ہر وقت از بر علم حدیث میں سب سے نازک شعبہ علم اسماء الرجال کا ہے آپ کے سامنے کوئی سند پڑھی جاتی اور راویوں کے بارے دریافت کیا جاتا تو ہر راوی کی جرح و تعدیل کے جو الفاظ فرما دیتے اٹھا کر دیکھا جاتا تو تقریب و تہذیب اور تذہیب میں وہی لفظ مل جاتا۔

(مقالات یوم رضا، 1، صفحہ ۴۱)

آپ نے اپنے زیر مطالعہ حدیث کی پچاس سے زائد کتابوں کا ذکر کیا ہے

(اظہار الحق الجلی، صفحہ ۴۰)

ڈاکٹر حامد علی علیمی لکھتے ہیں آپ کی کتب و تصانیف کے مطالعہ سے علوم حدیث میں آپ کی یہ انفرادیت نظر آتی ہے کہ آپ اکثر تخریج کرتے ہوئے استکثار مراجع پر نظر رکھتے ہیں متن حدیث کی تصیح و تحسین و تضعیف بیان کرتے ہیں جسے آج کے دور میں اصول تحقیق و تنقیح کا لازمی عنصر قرار دیا جا رہا ہے آپ جہاں تحقیق کے وقت استکثار مراجع کا لحاظ رکھتے ہیں وہیں متون روایات میں واقع کلمات مختلفہ کی طرف اشارہ بھی کر دیتے ہیں تا کہ قاری کو یہ وہم نہ ہو کہ تمام روایات میں الفاظ ایک جیسے ہی ہیں اس کے ساتھ ساتھ اسانید میں مختلف رواۃ کا ذکر ضرور کر دیتے ہیں خصوصا حضرات صحابہ کرام کے ساتھ اسماء میں یہ اہتمام ضرور کرتے ہیں۔

(ماہنامہ جہان رضا، شمارہ ۱۲۳، صفحہ ۱۷)

حدیث اور اس کے متعلق علوم پر شروح و حواشی سمیت آپ کی کتب کی تعداد چالیس کے قریب ہے جن

میں بہت ساری طبع ہو چکی ہیں مولوی رحمان علی خلیفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، آپ کی کتاب '' الروض البہیج فی آداب التخریج '' کے متعلق فرماتے ہیں اگر اس سے قبل اس فن میں کوئی کتاب نہیں ملتی تو مصنف کو اس تصنیف کا موجد کہہ سکتے ہیں

(تذکرہ علمائے ہند (مترجم)، صفحہ ۱۱۳)

علماء نے امام احمد رضا خان کی کتب سے احادیث لے کر اب تک چار ضخیم مجموعے مرتب کر دیئے ہیں ان میں پہلا محدث بہار علامہ ظفر الدین بہاری کا ہے جسے انہوں نے فقہی ابواب کی ترتیب پر مدون کیا ہے جو چھ ضخیم مجلدات پر مشتمل ہے جس کی جلد ثانی پاک و ہند دونوں جگہوں سے شائع ہو چکی ہے جس میں ۱۹۲۸۷ احادیث ہیں اس طرح اندازہ ہے کہ یہ مجموعہ کوئی پچاس ہزار احادیث کے لگ بھگ ہوگا۔

مولانا محمد عیسی رضوی نے فتاوی رضویہ سے ماخوذ احادیث کو '' امام احمد رضا اور علم حدیث '' کے نام سے مرتب کر کے تین جلدوں میں شائع کروایا۔

علامہ محمد حنیف رضوی نے فاضل بریلوی کی کتب سے احادیث لے کر '' جامع الاحادیث '' کے نام سے دس ضخیم جلدوں میں مجموعہ ترتیب دیا یہ بھی مطبوعہ ہے۔

علامہ فیض احمد اویسی نے '' الاحادیث السنیہ فی الفتاوی الرضویہ '' کے نام سے دس مجلدات میں مرتب کیا۔

امام احمد رضا خان کے ہم عصر علماء نے آپ کی علم حدیث میں وسعت وبصیرت کا برملا اعتراف کیا، حافظ

کتب شیخ اسمعیل مکی نے

" شیخ المحدثین علی الاطلاق "

کے الفاظ سے یاد کیا

شیخ حمدان الوینسیی القسنطینی نے

" الامام الشہیر المفسر المحدث "

جیسے الفاظ سے یاد کیا۔

(الدولۃ المکیۃ، صفحہ ۱۷۲)

جبکہ شیخ یسین احمد الخیاری لکھتے ہیں

" امام المحدثین "

(ایضا، صفحہ ۲۰۹)

معلوم تاریخ رجال ہند میں آپ واحد محدث ہیں جن سے علمائے عرب نے سب سے زیادہ سند احادیث کی اجازات حاصل کیں آپ نے علماء عرب کو جو سندیں جاری کیں وہ کچھ زبانی تھیں اور کچھ تحریری چنانچہ بعض تحریری سندوں کو " الاجازات المتنیة لعلماء بكة و المدينة " کے نام سے شائع بھی کیا گیا ہے یہ تمام شواہد ان کے منہ پر طمانچہ ہیں جو امام احمد رضا خان کے متعلق " قلیل البضاعۃ فی الحدیث والتفسیر " کا اعتقاد رکھتے ہیں۔

امام احمد رضا خان فقہ میں بڑے بلند مقام کے حامل تھے آپ مجتہد فی المسائل الحنفیہ کے منصب پر فائز تھے برصغیر میں آپ کی مثل کوئی دوسرا فقیہہ پیدا نہیں ہوا عالم اسلام کی ان چند شخصیات میں سے ایک تھے جن کے قلم کو اللہ تعالیٰ نے ہر لغزش سے محفوظ رکھا ہے صرف اپنے ہی نہیں مخالفین نے بھی آپ کی فقہات کو تسلیم کیا اور آپ کی کتب سے استفادہ کیا ہے میاں ابوالحسن علی ندوی **نزھۃ الخواطر** میں آپ کا زہریلا تعارف پیش کرنے کے باوجود یہ لکھنے پر مجبور ہو گئے

" یندر نظیرہ فی عصرہ فی الاطلاع علی الفقہ الحنفی و جزئیاتہ "

فقہ حنفی اور اس کی جزئیات پر آگاہی رکھنے میں ان کے زمانے میں کوئی ان کی مثل نہیں تھا۔

(نزھۃ الخواطر، جز الثامن، صفحہ ۱۱۸۲)

شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال نے آپ کی علمیت، فقاہت اور قوت فیصلہ کے متعلق ان الفاظ میں اظہار خیال فرمایا

" ہندوستان کے دور آخر میں ان جیسا طباع اور ذہین فقیہہ پیدا نہیں ہوا میں نے ان کے فتاوی سے یہ رائے قائم کی ہے اور اُن کے فتاوی اُن کی ذہانت، فطانت اور جودت طبع، کمال فقاہت اور علوم دینیہ میں تبحر علمی کے شاہد عادل ہیں مولانا ایک دفعہ جو رائے قائم کر لیتے ہیں اس پر مضبوطی سے قائم رہتے تھے یقیناً وہ اپنی رائے کا اظہار بہت غور و فکر کے بعد کرتے تھے "

(سرتاج الفقہاء، صفحہ ۱۳)

فقہ کی جزئیات اور موضوع سے متعلقہ دلائل ہر وقت نوک زبان رہتے تھے کہنے والے نے خوب کہا ہے کہ

آپ کے فتاوی اور تصانیف میں کثرت دلائل سے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے چودہ سو سالہ پرانی کتابیں حفظ تھیں، ہند میں سب سے زیادہ استفتاء آپ ہی کے پاس آتے تھے اور ایک وقت میں پانچ سو استفتاء بھی جمع ہو جایا کرتے تھے۔

امام احمد رضا خان صرف فتوی ہی نہیں دیتے تھے بلکہ سائل کو ترغیب و ترہیب، تنبیہ اور مفید مشوروں سے بھی نوازتے تھے آپ سے فتوی طلب کرنے والوں میں عام عوام ہی نہیں بلکہ وقت کے جید علماء بھی شامل ہیں یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات آپ اپنے فتاوی میں بڑی تفصیلی دقیق بحثیں بھی کرتے ہیں جو عام ذہنوں میں نہیں اترتیں آپ سے فتاوی لینے والوں میں علماء عرب بھی شامل ہیں " **كفل الفقيه الفاهم** " انہی فتاوی کی روشنی میں منظر عام پر آئی اس جہت سے دیکھا جائے تو امام احمد رضا خان علمائے عرب کے لیے مفتی و مرجع کی حثیت سے نظر آتے ہیں جو ایک استثنائی بات ہے۔

امام احمد رضا خان فقہیہ ناقل نہیں بلکہ مجتہد فی المسائل اور محقق کے طور پر سامنے آئے ہیں جس پر آپ کی تصانیف و فتاوی شاہد ہیں فقہیہ اعظم مولانا محمد شریف محدث کوٹلوی نے فرمایا

" اگر اعلیٰ حضرت امام اہل سنت پہلے زمانے میں ہوتے تو اپنے بلند پایہ فقہی مقام کے باعث مجتہد تسلیم کیے جاتے "

(ماہنامہ معارف رضا، شمارہ ۲۵، صفحہ ۲۶۹)

امام احمد رضا خان نے کثیر مسائل میں ایسی نادر تحقیقات پیش کی ہیں کہ علماء انہیں دیکھ کر انگشت بدنداں اور حیران و ششدر رہیں متقدمین فقہاء کی فقہی تحقیقات کے نادر واقعات کو پڑھ کر بعض افراد اسے مبالغہ آرائی

میں شمار کرتے تھے مگر فاضل بریلوی کی تحقیقات کو دیکھ کر ان کے اذہان سے تمام وسوسے دور ہو چکے ہیں علامہ ابن عابدین کو خاتم **المحققین** کہا جاتا ہے مگر اب یہ لقب آپ پر صادق آتا ہے تحریک پاکستان کے سرگرم رہنما مفسر پاکستان مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی فرماتے ہیں

'' ایک بار سیدنا مجدد اعظم اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ فقہ مجھے علامہ ابن عابدین سے حاصل ہوئی تو ہم نے اسے تواضع پر محمول کیا اس لیے کہ ہماری نگاہ میں سیدنا اعلیٰ حضرت کی تحقیقات عالیہ علامہ شامی کی تحقیقات سے عالی و بلند تر ہیں ''

(حیات صدر الافاضل، صفحہ ۲۷۶)

جبکہ عارف باللہ مدرس مسجد حرم و شافعی عالم محمد مختار بن عطارد نے بھی آپ کو '' **خاتمة المحققین** '' لکھا ہے۔

(الدولۃ المکیۃ، صفحہ ۱۶۶)

ایسے کثیر مسائل جن میں فقہاء متقدمین و متاخرین نے سکوت کیا تھا امام احمد رضا خان نے ان کو احسن منہج پر واضح کیا چنانچہ یہ مسئلہ کہ قرآن مجید افضل ہے یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم؟ جس کے متعلق علامہ ابن عابدین نے بھی توقف کیا اِس پر امام احمد رضا خان فرماتے ہیں

'' لاحاجة الى الوقف و المسألة واضحة الحكم عندى بتوفيق الله تعالىٰ، فان القرآن ان أريد به المصحف. أعنى: القرطاس و المداد فلا

شک أنه حادث و کل حادث مخلوق، و کل مخلوق فالنبی صلی اللہ علیه وسلم أفضل منه، و ان أرید به کلام اللہ تعالیٰ الذی هو صفته فلا شک أن صفاته تعالیٰ أفضل من جمیع المخلوقات،و کیف یساوی غیره ما لیس بغیره تعالیٰ ذکره و به یکون التوفیق بین القولین ''

توقف کی حاجت نہیں ہے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے میرے نزدیک مسئلہ واضح ہے کیونکہ اگر قرآن سے مراد مصحف ہے یعنی کاغذ اور سیاہی تو کوئی شک نہیں کہ یہ حادث ہے اور ہر حادث مخلوق ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر مخلوق سے افضل ہیں اور اگر قرآن سے مراد اللہ تعالیٰ کا کلام ہے تو کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات مخلوق سے افضل ہیں اور جو چیز اللہ تعالیٰ کا غیر ہے وہ اس صفت کے برابر کیسے ہوسکتی ہے جو اس کا غیر نہیں ہے اس کلام سے ہر دو قولوں کے درمیان تطبیق بھی ہو جاتی ہے۔

(جد الممتار، جلد اول، صفحہ ۵۲۱)

تاریخی لحاظ سے امام احمد رضا خان کا دور بڑی اہمیت کا حامل ہے اس دور میں کئی سیاسی تحریکیں اٹھیں جن میں تحریک خلافت، ترک موالات اور تحریک گاؤکشی قابل ذکر ہیں عملی طور پر امام احمد رضا خان سیاست سے الگ تھے مگر ان تحریکوں کے عوامل، اتار چڑھاؤ اور فوائد و مضمرات پر گہری نگاہ رکھتے تھے اور اپنی فکر و قلم کے ذریعہ مسلمانوں کی درست سمت رہنمائی فرماتے رہے ان تحریکوں پر امام احمد رضا خان کے نکات کا بڑا گہرا اثر رہا، تحریک خلافت کے حوالہ سے بعض افراد کو امام احمد رضا

خان کے افکار سمجھنے میں سخت غلط فہمی ہوئی ہے فاضل بریلوی کا سلطان ترکی اور سلطنت ترکیہ کی حمایت وتائید سے تو اختلاف نہ تھا البتہ سلطان کو خلیفۃ المسلمین کہنے اور سلطنت کو خلافت کا نام دینے سے انکار تھا کیونکہ اسلام میں خلیفہ کے لیے جو شرائط مقرر کی گئی ہیں ترکی سلطان ان شرائط پر پورا نہیں اترتا تھا اس پر آپ نے

'' دوام العیش فی آئمہ من القریش ''

نامی رسالہ بھی لکھا، ڈاکٹر اوشا سانیال اپنے پی ایچ ڈی کے مقالہ میں اِس موضوع پر بحث کرتے ہوئے لکھتی ہیں

'' علماء اور مغربی تعلیم یافتوں پر مسلم قیادت جس ڈھنگ سے ترکوں کی مدد کے سلسلے میں کام کر رہی تھی مولانا بریلوی اس کے سخت ناقد تھے ان کی نظر میں یہ لوگ لغو سرگرمیوں میں بے تحاشہ روپے خرچ کر رہے تھے۔

اس سے آ گئے فاضل بریلوی کے فتوی کا ایک اقتباس نقل کیا ہے کہ '' وہاں (ترکی میں) مسلمانوں پر یہ کچھ (مصیبت) گزر رہی ہے یہاں وہی جلسے وہی رنگ وہی تھیٹر وہی امنگ وہی تماشے بازیاں وہی غفلتیں وہی فضول خرچیاں ایک بات کی بھی کمی نہیں ابھی ایک شخص نے ایک دنیاوی خوشی کے نام سے پچاس ہزار روپے دیئے اور مظلوم اسلام کی مدد کے لیے جو کچھ جوش دکھائے جا رہے ہیں آسمان سے بھی اونچے ہیں اور جو اصلی کاروائی ہو رہی ہے زمین کی تہہ میں ہے

(عقیدت پر مبنی اسلام اور سیاست، (مترجم) صفحہ ۳۰۷)

تحریک ترک موالات اور تحریک ہجرت بھی مذکورہ بالا تحریک کی ایک شاخ تھی ان تحریکوں کی بنیاد ہندو مسلم اتحاد پر تھی اور سرپرستی مسٹر گاندھی کے ہاتھ میں تھی بہت سے مسلم علماء، سیاسی مفکرین اور سیاسی رہنما گاندھی کی چالوں میں آگئے تھے جذبات میں بہہ کر مسلمانوں نے جو خلاف شرع امور سرانجام دیئے انہیں پڑھ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے امام احمد رضا خان نے تحریک ترک موالات اور تحریک ہجرت کی جم کر مخالفت کی، ان کے نزدیک ترک موالات اور ہجرت سے مسلمانوں کو مالی، سیاسی اور دینی ہر لحاظ سے نقصان ہوگا مگر کانگریسی علماء اور سیاسی رہنماؤں نے ایک نہ سنی اور وقت نے امام احمد رضا خان کی سیاسی بصیرت کو سچ کر دکھایا، ان تحریکوں کی وجہ سے مسلمانوں کو جو سیاسی نقصان پہنچا اور مؤرخین نے اِس کا جو نقشہ کھینچا ہے اسے پڑھنے کے لیے پتھر کا دل چاہیے درد ملت رکھنے والے کسی فرد کے بس کی بات نہیں، ان تحریکوں کے متعلق ڈاکٹر اقبال اور قائداعظم محمد علی جناح کا مؤقف بھی وہی تھا جو امام احمد رضا خان کا تھا ہندوستان دارالاسلام ہے یا دارالحرب کی بحث بھی اسی سیاسی پس منظر میں سامنے آئی تھی امام احمد رضا خان کے نزدیک ہندوستان دارالاسلام تھا اس لیے وہ ہجرت کے قائل نہیں تھے جس پر انہوں نے ایک رسالہ ''**اعلام الاعلام بان هندوستان دارالاسلام**'' بھی لکھا مولوی اشرف علی تھانوی بھی یہی مؤقف رکھتے تھے جس پر انہوں نے بھی ''**تحذیر الاخوان عن الربوٰ فی الهندوستان**'' نامی رسالہ لکھا، اور گاؤکشی کے متعلق فاضل بریلوی نے فرمایا ''قربانی گاؤ کہ بیشک شعائرِ اسلام ہے اور جب تک

ہندو ہندوستان میں ہیں اس کا باقی رکھنا واجب ہے ''

ان مذکورہ بالا تحریکوں کے سیاسی پس منظر، اتار چڑھاؤ اور ان کے متعلق امام احمد رضا خان کے مؤقف کو تفصیلی سمجھنے کے لیے ڈاکٹر اوشا سانیال کا مقالہ پی ایچ ڈی، ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی کتاب ''فاضل بریلوی اور ترک موالات'' ''گناہ بے گناہی'' اور سردار محمد اکرم بٹر کی ''امام احمد رضا اور ملی تحریکات'' کا مطالعہ مفید رہے گا۔

امام احمد رضا خان صرف مفسر، محدث، فقیہہ یا مدبر و مصلح ہی نہ تھے بلکہ متقی، پرہیزگار، عابد و زاہد، عظیم صوفی اور بڑی شان والے بزرگ تھے پیر سید آل رسول مارہروی کے دست اقدس پر شرف بیعت حاصل کیا اور جس دن بیعت ہوئے اسی دن تمام سلسلوں میں اجازات و خلافت سے نوازے گئے۔

(حیات اعلیٰ حضرت، صفحہ ۵۹)

جب پہلی بار حج بیت اللہ کے لیے حرمین شریفین تشریف لے گئے تو ایک دن نماز مغرب مقام ابراہیم میں ادا کی نماز کے بعد امام شافعیہ حسین بن صالح جمل اللیل بغیر کسی سابقہ تعارف کے آپ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے اور کافی دیر آپ کی پیشانی کو پکڑے رکھا پھر فرمایا

'' انی الاجد نور الله من هذا العیین ''

بے شک میں اس پیشانی سے اللہ کا نور پاتا ہوں۔

اس کے بعد صحاح ستہ کی سند اور سلسلہ قادریہ کی اجازت اپنے دستخط خاص سے عنایت فرمائی اور فرمایا تمہارا نام ضیاء الدین احمد ہے

(تذکرہ علماء ہند، (مترجم) صفحہ ۱۱۱)

عرب وعجم میں آپ کے معلوم خلفاء کی تعداد ۸۰ ہے اور یہ سب کے سب علم وفضل کے بلند مناصب پر فائز ہیں اس طرح آپ پر شیخ المشائخ کا لقب صادق آتا ہے

اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت تو رگ رگ میں بسی ہوئی تھی فرماتے ہیں

" بحمد اللہ اگر قلب کے دو ٹکڑے کیے جائیں تو خدا کی قسم ایک پر لکھا ہوگا لا الہ الا اللہ اور دوسرے پر لکھا ہوگا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "

(الملفوظ، صفحہ ۴۱۱)

دیگر علمی خدمات کے ساتھ عبادات اور اوراد ووظائف کے لیے بھی وقت نکالتے، نماز ہمیشہ باجماعت ادا کرتے اور ساتھ عمامہ کا اہتمام بھی فرماتے، نماز میں سنن ومستحبات تک کا خیال رکھتے ایک دفعہ عصر کی نماز میں تشہد کے بعد آپ کے انگرکھے کا بند ٹوٹ گیا باوجود اس کے کہ نماز ہو چکی تھی اعادہ کی ضرورت نہ تھی مگر آپ نے پھر بھی احتیاط نماز کا اعادہ کیا یہ واقع جب عراق کے بزرگ پیر عبدالحمید بغدادی نے سنا تو ساری رات آہ وزاری کرتے رہے کہ یارب تیرے ایسے ایسے بندے بھی ہیں جو اس احتیاط سے نماز پڑھتے ہیں۔

(حیات اعلیٰ حضرت، صفحہ ۹۸)

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر سنت پر عمل کرتے دن بھر میں آپ کی خوراک بہت معمولی تھی خوف خدا کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا کسی نے ایک خط میں دیگر القابات کے ساتھ حافظ بھی لکھ دیا جسے دیکھ کر آپ آبدیدہ ہو گئے خوف خدا سے دل کانپ اٹھا فرمایا ''میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ میرا حشر ان لوگوں میں نہ ہو جن کے بارے میں قرآن عظیم فرماتا ہے

یحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا

وہ اسے پسند کرتے ہیں کی ان کی ایسی خوبیاں بیان کی جائیں جو ان میں نہیں ہے۔
اس کے بعد آپ نے حفظ کرنے کا ارادہ پختہ کرلیا اور یکم رمضان المبارک سے حفظ شروع کیا اور 30 رمضان المبارک کو بمع دور قرآن شریف مکمل حفظ کرلیا۔

(اعلیٰ حضرت اعلیٰ سیرت، صفحہ ۱۳۰)

امام احمد رضا خان کا سادات کا ادب واحترام اور محبت بڑی مشہور ہے جبکہ علماء ومشائخ اہلسنت سے بھی بڑی محبت کرتے اکابر علماء سے علمی اختلاف بھی کرتے تو ادب کا دامن نہ چھوڑتے چنانچہ محقق علی الاطلاق علامہ شامی پر ایک جگہ نقد کرنے سے پہلے فرماتے ہیں

'' رحم الله المحقق و رحمنا به ''

اللہ تعالیٰ محقق علامہ شامی پر رحم فرمائے اور ان کے توسط سے ہم پر بھی
جبکہ دوسرے مقام پر ایک مسئلہ کے متعلق علامہ شامی نے فرمایا

" لم یظھر لی "

اس مسئلہ کا حل مجھ پر منکشف نہ ہوا

تو اس پر حاشیہ لکھتے ہوئے امام احمد رضا خان فرماتے ہیں

" ظھر لنا ببرکۃ خدمۃ کلماتکم "

اور ہمیں آپ حضرات کی کلمات کی خدمت کی برکت سے اس مسئلہ کا حل سمجھ آ گیا

(امام احمد رضا کی فقہی بصیرت جد الممتار کے آئینے میں، صفحہ ۳۹)

امام احمد رضا خان نے پچاس سے زائد علوم وفنون پر کم وبیش ایک ہزار کتب ورسائل اور حواشی وتعلیقات یادگار چھوڑے ہیں آپ کی بہت سی کتب مختلف حوادث کی بناء پر ضائع ہو گئیں جبکہ معلوم کتب کی تعداد سات سو پچاس سے متجاوز ہے جن میں سے اکثر مطبوعہ ہیں جن میں تین کتب کو بے پناہ شہرت حاصل ہوئی۔

1۔ کنز الایمان :

امام احمد رضا خان نے قرآن مجید کا ترجمہ کیا اور اس کا حق ادا کر دیا اس میں وہ تمام خوبیاں ہیں جو ایک ترجمہ میں ہونی چاہیں اس کی مقبولیت کا اندازہ اسی سے لگایئے کہ دنیا کی کئی زبانوں میں اس کے تراجم ہو چکے ہیں اور اب تک کروڑوں کی تعداد میں شائع ہو چکا ہے دعوت اسلامی نے خوبصورت اور دیدہ زیب ایڈیشن شائع کر کے اس کا حق ادا کر دیا ہے کہتے ہیں

گواہی وہ جو دشمن دے کنزالایمان پر ہم یہاں غیر مقلد علامہ سیعد بن عزیز یوسف زئی کا اقتباس نقل کرتے ہیں جس میں انہوں نے کنزالایمان پر مبنی برحق اور غیر جانبدارانہ تبصرہ کیا ہے فرماتے ہیں

''یہ ایک ایسا ترجمہ قرآن مجید ہے کہ جس میں پہلی بار اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ جب ذات باری تعالیٰ کے لیے بیان کی جانے والی آئتوں کا ترجمہ کیا گیا ہے تو بوقت ترجمہ اس کی جلالت، علوت، تقدس وعظمت و کبریائی کو بھی ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے جبکہ دیگر تراجم خواہ وہ اہل حدیث سمیت کسی بھی مکتبہ فکر کے علماء کے ہوں ان میں یہ بات نظر نہیں آتی اسی طرح وہ آئتیں جن کا تعلق محبوب خدا، شفیع روز جزاء، سید الاولین والاخرین، امام الانبیاء حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے یا جن میں آپ سے خطاب کیا گیا ہے تو بوقت ترجمہ جناب مولانا احمد رضا خان صاحب نے یہاں پر بھی اوروں کی طرح صرف لفظی اور لغوی ترجمہ سے کام نہیں چلایا ہے بلکہ صاحب **ما ینطق عن الھوی** اور **ورفعنا لک ذکرک** کے مقام عالیشان کو ہر جگہ ملحوظ رکھا ہے یہ ایک ایسی خوبی ہے جو کہ دیگر تراجم میں بالکل ہی ناپید ہے ''

(معارف رضا، شمارہ ۳، ۱۴۰۴ھ / ۱۹۸۳ء، صفحہ ۹۳)

2۔ فتاوی رضویہ :

امام احمد رضا خان کے قلم سے نکلے ہوئے فتاوی کا مجموعہ موسوم بہ

''العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ '' کسی تعارف کا محتاج نہیں، اِس کے دقیق وتحقیقی مباحث کو سمجھنا ہر کسی کے بس کی بات نہیں قائد اہل سنت امام شاہ احمد نورانی جب فتوی نویسی کی تربیت کے لیے امام النحو مولانا غلام جیلانی میرٹھی کی خدمت میں تھے تو فتاوی رضویہ کی عبارات کو سمجھنے کے لیے کئی بار ان کی خدمت میں جانا پڑا، ایک دن امام النحو نے امام شاہ احمد نورانی کو فرمایا

'' فتاوی رضویہ کو سمجھنے کے لیے تم دوبارہ درس نظامی پڑھو ''

(تذکرہ امام شاہ احمد نورانی، صفحہ ۵۳)

عرب محقق اور شامی عالم شیخ عبد الفتاح ابو غدہ فرماتے ہیں میرے ایک دوست کہیں سفر پر جا رہے تھے ان کے پاس فتاوی رضویہ کی ایک جلد موجود تھی میں نے جلدی جلدی ایک فتاوی مطالعہ کیا عبارت کی روانی اور کتاب وسنت واقوال سلف سے دلائل کے انبار دیکھ کر میں حیران وششدر رہ گیا اور اس ایک ہی فتوی کے مطالعہ کے بعد میں نے یہ رائے قائم کر لی ہے کہ یہ شخص کوئی بڑا عالم اور اپنے وقت کا زبردست فقیہ ہے۔

(معارف رضا، شمارہ ۲۵، ۱۴۲۶ھ/۲۰۰۵ء، صفحہ ۲۲۹)

جبکہ پروفیسر ڈاکٹر انوار احمد خان فرماتے ہیں

'' فتاوی رضویہ کا بنظر غائر مطالعہ کرنے کے بعد دوسری کتب فقہ کے متون وشروح کی مطالعہ کی

چنداں ضرورت نہیں رہ جاتی ''

(ایضا، صفحہ ۹۹)

رضا فاؤنڈیشن نے فتاوی رضویہ کی تحقیق، تخریج، عربی و فارسی عبارات کا ترجمہ کر کے اشاریہ مع فہرست کے ۳۳ ضخیم جلدوں میں شائع کر کے عام قاری کے لیے بھی اس سے استفادہ عام بنا دیا ہے اس کی پوری ٹیم کا نا صرف دنیائے اہل سنت پر احسان ہے بلکہ خصوصی شکریہ اور دعاؤں کی مستحق ہے آج اہل سنت کی کوئی لائبریری نہیں جہاں رضا فاؤنڈیشن کا شائع کردہ ایڈیشن نہ موجود ہو۔

رضا فاؤنڈیشن کا یہ کام ابتدائی نوعیت کا تھا اس لیے بعض کمیوں کا رہ جانا کچھ بعید نہیں تھا کیونکہ امام احمد رضا خان کی تحقیقات عالیہ تا قیامت باقی رہنے والی ہیں اور جب تک یہ دنیا آباد ہے عالم اسلام کے مایہ ناز علمی فرزند آپ کی تحقیقات سے استفادہ کرتے رہیں گئے اس لیے فتاوی رضویہ پر مزید کام کی حاجت ہے ہمارے ایک فاضل دوست محبی ابومحمد عارفین القادری نے اس پر جدید کام کے سلسلہ میں کچھ نکات تحریر کئے ہیں فرماتے ہیں

رضا فاؤنڈیشن کی جانب سے فتاوی رضویہ کا ۳۰ جلدوں کا شاہکار امت مسلمہ کے لیے بیش قیمت تحفہ ہے جس کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے مگر فتاوی رضویہ پر کام یہاں ختم نہیں ہوتا بلکہ فقیر نے بہت سی جگہ تشنگی محسوس کی ہے جس میں سے تین اہم چیزوں کی نشاندہی پیش خدمت ہے

۱۔ حوالہ کی کماحقہ تخریج یہ ہے کہ مصنف جس کتاب کا حوالہ دے مخرج اسی کتاب سے تخریج لے کر آئے یہ نہ ہو کہ مثلاً مصنف دار قطنی کے حوالے سے کوئی روایت بیان کرے اور آپ نیچے شرح صدور کا حوالہ دے کر آگے بڑھ جائیں، رضا فاؤنڈیشن میں کثیر مقامات پر تخریج کے کمال کو مدنظر نہیں رکھا گیا۔

۲۔ مصنف جن الفاظ سے حدیث یا فقہی مسئلہ بیان کرے اگر محولہ کتب میں وہ الفاظ نہ ہوں یا بالفاظ متقاربہ ہوں تو حاشیہ میں مناسب تعلیق رقم بند کردی جائے تاکہ مصنف کی طرف کوئی ابہام باقی نہ رہے۔

۳۔ کتابت کی غلطی دور کی جائے خصوصاً قدیم وجدید فتاوی میں جو الفاظ غلط پرنٹ ہو رہے ہیں ان کی فوری تصیح کی ضرورت ہے جیسے فتاوی رضویہ میں ایک مقام پر کسی کتاب کا حوالہ موجود ہے ہماری تحقیق کے مطابق اس کتاب کا دنیا میں وجود نہیں ہمارا احسن ظن ہے کہ وہ پرنٹ کی غلطی ہے۔

جبکہ ماہر رضویات پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد فرماتے ہیں

فتاوی رضویہ کی عبارات کے ترجمے اور حوالوں کی تفصیلات کے علاوہ جن کتب ورسائل اور اماکن ورجال کا فتاوی رضویہ میں ذکر کیا گیا ہے ان کے متعلق علمی، سوانحی، تاریخی، جغرافیائی تفصیلات بھی فراہم کی جائیں اور فتاوی کے ماحول، تاریخی وسیاسی اور معاشی ومعاشرتی پس منظر کا بھی جائزہ لیا جائے۔

(سر تاج الفقہاء، صفحہ ۴)

مذکورہ بالا کام کے علاوہ تین امور کی طرف خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے

۱۔ فتاوی رضویہ کی ہر جلد میں موجود مستفتی علماء کے سوانحی حالات اوران کے علمی کام کو واضح کیا جائے تا کہ قاری پر سائل اور فاضل بریلوی کا علمی مقام واضح ہو۔

۲۔ عربی و فارسی عبارات کے ترجمہ پر نظر ثانی کر کے اسے مزید سلیس کیا جائے کئی افراد کو شکوہ ہے کہ ترجمہ فتاوی کے شایان شان نہیں ہوا اگر چہ علماء اس سے مستغنی ہیں لیکن جب کام کرنا ہی ہے تو پھر کوئی کمی نہیں رہنی چاہیے۔

۳۔ تعریب، فتاوی رضویہ کو عربی زبان میں منتقل کرنا انتہائی ضروری اور عصر حاضر کا تقاضہ ہے کیا ہمارے لیے مقام افسوس نہیں کہ مکمل ایک صدی گزر جانے کے باوجود بھی پوری دنیا اہل سنت اس کا عربی ایڈیشن شائع نہیں کر سکی، عالم عرب کو امام احمد رضا خان کے علمی مقام سے صیح معنوں میں آگاہ کرنے اور بد مذہبوں کی طرف سے فاضل بریلوی کے متعلق پھیلائے گئے جھوٹ و پرپگنڈہ کا خاتمہ اس وقت تک ناممکن ہے جب تک آپ ان کے ہاتھوں میں فتاوی رضویہ اور اعلی حضرت کی دیگر تصانیف نہیں تھما دیتے۔

تاج الشریعہ علامہ محمد اختر رضا خان الازہری نے جلد اول کی تعریب کر دی تھی اور دیگر کئی افراد سے فتاوی رضویہ کے کئی رسائل عربی میں منتقل ہو کر عرب سے شائع ہو چکے ہیں اس طرح مجموعی طور پر تین سے چار جلدیں تو پہلے ہی تیار ہیں

شائید فتاوی رضویہ کا عربی ایڈیشن نکالنے کے لیے ہمارا ذہن اس لیے تیار نہیں ہوتا کہ یہاں اس کی حاجت

نہیں اور خریدے گا کون؟

سب سے پہلے تو فتاوی رضویہ کو عربی میں منتقل کرنا ہماری ذمہ داری ہے اشاعت کا مرحلہ اس کے بعد ہے پاکستان یا ہندوستان سے عربی ایڈیشن نکالنا دانش مندی نہیں بلکہ اس کے لیے عرب میں رابطہ کیا جائے، امام احمد رضا خان کی شخصیت اب عرب میں محتاج تعارف نہیں آپ کی کئی کتب وہاں سے شائع ہو رہی ہیں ابھی حال ہی میں آپ کی تصنیف '' انوار المنان فی توحید القرآن '' دار الکتب العلمیہ بیروت سے شائع ہوئی ہے وہاں کے کئی ادارے فقہ اسلامی کے اس عظیم انسائیکلو پیڈیا فتاوی رضویہ کو شائع کرنے کے لیے تیار ہو جائیں گے مگر اس سے پہلے اس کی تعریب شرط ہے جو ہمیں یہاں ہی کرنی پڑے گی، پاک و ہند کے اندر ایسے کئی ادارے موجود ہیں جہاں باصلاحیت فضلاء کی کمی نہیں وہ بآسانی یہ کام کر سکتے ہیں اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ سعادت کس کے حصہ میں آتی ہے۔

3۔ حدائق بخشش :

امام احمد رضا خان کی لکھی ہوئی نعتوں پر مشتمل حدائق بخشش امت مسلمہ کے لیے عظیم تحفہ ہے جس سے عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم قیامت تک اپنے قلوب و اذہان کو محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے منور کرتے رہیں گے۔

امام احمد رضا خان سچے عاشق رسول تھے محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوے آپ کی سیرت

میں ہر جگہ ملتے ہیں جلوت ہو یا خلوت ،قر آن مجید کا تر جمہ ہو یا فقہ اسلامی کا شاہکار فتاوی رضو یہ دیگر تصانیف ہوں یا نعتیہ دیوان حدائق بخشش ہر طرف اپنے محبوب آ قا کی نعت بیان کرتے نظر آتے ہیں آپ نے جب اپنے عشق اور قلبی کیفیات کو بیان کرنا چاہا تو نعت کا سہارا لیا حضور تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف وعظمت میں بہت سی نعتیں لکھیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ثناء کرتے کرتے دیکھا کہ زندگی ختم ہونے والی ہے مگر محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف کا احاطہ تو دور کی بات ایک وصف بھی کما حقہ بیان نہیں ہوسکا تو فرمایا

لیکن رضا نے ختم سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

امام احمد رضا خان نے ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ/ ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء کو وصال فرمایا، جس وقت آپ کی روح نے پرواز کی اس وقت مؤذن حی علی الفلاح کہہ رہا تھا۔

(حیات اعلی حضرت، صفحہ ۲۵۷)

مزار مبارک بریلی شریف ہند میں مرجع خاص و عام ہے

آخر میں عرض کرنا چاہوں گا سیدی و مرشدی امام اہل سنت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان کی شخصیت وتعلیمات کو عام کرنے لیے جن افراد نے اپنی زندگیاں وقف کر رکھی ہیں

انہیں چاہیے کہ دیگر علمائے اہل سنت کی خدمات کو بھی اجاگر کریں، یقین کریں امام اہل سنت کی شخصیت علمی لحاظ سے اس قدر بلند ہے کہ اگر شرق تا غرب موجود اہل علم کی خدمات کو منظر عام پر لے کر آئیں تو بھی آپ کی شخصیت پر کوئی اثر نہیں پڑنے والا بلکہ ستاروں میں چاند کی طرح نظر آئیں گئے۔

☆☆☆☆

الحمد اللہ ۲۴ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ / ۱۸ مئی ۲۰۲۰ کو یہ مقالہ مکمل ہوا۔

ابو الابدال محمد رضوان طاہر فریدی

ماخذ و مراجع

۱۔ بریلوی، امام احمد رضا خان، فتاوی رضویہ، لاہور، پاکستان، رضا فاؤنڈیشن
۲۔ بریلوی، امام احمد رضا خان، جد الممتار، کراچی، پاکستان، مکتبۃ المدینہ
۳۔ بریلوی، امام احمد رضا خان، الدولۃ المکیۃ، لاہور، پاکستان، رضا فاؤنڈیشن
۴۔ بریلوی، امام احمد رضا خان، تمہید الایمان، کراچی، پاکستان، مکتبۃ المدینہ
۵۔ بریلوی، امام احمد رضا خان، مقال عرفا، کراچی، پاکستان، مکتبۃ المدینہ
۶۔ بریلوی، امام احمد رضا خان، السنیۃ الانیقہ، لاہور، پاکستان، شبیر برادرز
۷۔ بریلوی، امام احمد رضا خان، مکتوبات، لاہور، پاکستان، مکتبہ نبویہ
۸۔ بریلوی، امام احمد رضا خان، احکام شریعت، لاہور، پاکستان، نظامیہ کتاب گھر
۹۔ بریلوی، امام احمد رضا خان، اظہار الحق الجلی، کراچی پاکستان، مکتبۃ المدینہ
۱۰۔ بہاری، ملک العلماء علامہ ظفر الدین، حیات اعلی حضرت، لاہور، پاکستان، اکبر بک سلیرز
۱۱۔ بریلوی، مفتی اعظم علامہ مصطفے رضا خان، الملفوظ، کراچی، پاکستان، مکتبۃ المدینہ
۱۲۔ سانیال، ڈاکٹر اوشا سانیال، عقیدت پر مبنی اسلام اور سیاست، لاہور، پاکستان، کتاب محل
۱۳۔ قادری، محمد رضاء الحسن، اعلی حضرت اعلی سیرت، لاہور، پاکستان، اکبر بک سیلرز

۱۴۔قصوری، مفتی محمد یسین ،تذکرہ امام شاہ احمد نورانی، لاہور، پاکستان، قادری رضوی کتب خانہ
۱۵۔ مالک، امام مالک بن انس، الموطا، کراچی، پاکستان، البشری
۱۶۔مجددی، ڈاکٹر مسعود احمد، سرتاج الفقہاء، کراچی، پاکستان، ادارہ مسعودیہ
۱۷۔مصباحی، علامہ محمد احمد اعظمی، امام احمد رضا خان کی فقہی بصیرت جد الممتار کے آئینے میں، لاہور، پاکستان، رضا دارالاشاعت
۱۸۔مولوی، رحمان علی، تذکرہ علماء ہند، کراچی، پاکستان، پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی
۱۹۔ نیازی، مولانا کوثر، امام احمد رضا خان ایک ہمہ جہت شخصیت، لاہور، پاکستان، والضحی پبلی کیشنز
۲۰۔نعیمی، علامہ غلام معین الدین، حیات صدر الافاضل، لاہور، پاکستان، فرید بک سٹال
۲۱۔ندوی، مولوی عبدالحی لکھنوی، نزھۃ الخواطر، بیروت، لبنان، دارابن حزم

مجلّات و رسائل

۱۔ ماہنامہ معارف رضا، جلد۲۵، شمارہ۳، ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵ء ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی
۲۔ معارف رضا، ۱۴۰۴ھ/ ۱۹۸۳ء، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی
۳۔ ماہنامہ جہان رضا، جلد۲۳، شمارہ۱۲۳، ۱۲۴، ربیع الآخر، جمادی الاول ۱۴۳۷ھ/ مارچ، فروری ۲۰۱۶ء

ابو الابدال محمد رضوان طاہر فریدی
کی تصانیف و تالیفات

☆ اسلام میں علماء کا مقام

☆ القول العالیہ فی ذکر المعاویہ

☆ احیاءِ مخطوطات، وقت کا تقاضہ

☆ مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم

☆ گناہوں سے توبہ اور اس کی شرائط

☆ ملت اسلامیہ اور اقوام متحدہ

☆ فیس بک کا استعمال مقاصد اور احتیاتیں

☆ وسیلہ اور واسطہ

☆ امام احمد رضا خان، میری نظر میں